مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب مدرس دارالعلوم حقانیہ

حقانیہ سے ازہر تک

میرے اس بیرونِ ملک سفر کے لئے خدا کا فضل وکرم، دارالعلوم حقانیہ کی برکت حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت حیاتہ کی بابرکت دعائیں، حضرت العلامہ استاذنا المحترم مولانا سمیع الحق صاحب کی خصوصی شفقت، اور برادرم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی کی مخلصانہ رفاقت اسباب بنے۔

ورنہ مجھ جیسے جاہل کا نہ تو علمی دنیا میں کوئی کارنامہ تھا جس کی وجہ سے میرا انتخاب ہوتا اور نہ میرے کوئی ایسے تعلقات تھے جس کو میں بروئے کار لاکر ایسی سعادتوں کو حاصل کرسکتا۔ مادرِ علمی دارالعلوم حقانیہ اور اس کے بانی و مہتمم حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے نسبت تلمذ، حصولِ دعا، اور فیضِ صحبت کی برکت سے یہ اسباب پیدا ہوئے۔

سفر کی نوعیت ہمارا یہ سفر اس لحاظ سے عجیب اور دلچسپ سفر رہا جس میں کسی بھی ہمسفر کو ابتداء سے منزلِ مراد کا علم نہیں تھا۔ کوئی بھی اس سے واقف نہیں تھا کہ اس نے تین ماہ کے لئے مصر جاکر وہاں کیا کرنا ہے۔ اور مزے کی بات یہ تھی کہ متعلقہ وزارت یعنی وزارت مذہبی امور کے اہلکار بھی اس اجمالی علم کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔ کہ " یہ ایک سہ ماہی کورس ہے جس کا اہتمام جامعہ ازہر نے کیا ہے "

سفر کی غرض و غایت سے ناواقفیت کی بناپر ہمارے بعض دوست تو بڑے اونچے اونچے خیالات لے کر ہمارے ساتھ سفر میں شریک ہوئے۔ اندرونِ ملک اپنے اہم مناصب اور ذمہ داریوں کو چھوڑ کر تین ماہ کے لئے عازم سفر ہوئے۔ اس میں وہ احباب بھی شامل تھے جنہوں نے قبل ازیں سرزمین مصر کو سرکاری مہمان کی حیثیت سے دیکھا تھا۔ قاہرہ اور اسکندریہ کے پرتکلف ہوٹلوں میں رہنے کی یاد کو تازہ کرنے کی غرض سے کہولت کے ایام میں سفر کے لئے تیار ہوئے۔ کچھ دوست ایسے بھی تھے جو کسی وقت سعودی عرب میں " قاضی کورس " میں پچاس دن کے

لئے شریک ہوئے تھے۔ سعودی حکومت کے فیاضانہ سلوک کی بنا پر اعلیٰ ضیافتوں کے علاوہ ہزاروں ریال سے ان کی خاطر تواضع کی گئی تھی۔ یہ سادہ لوح احباب بھی غلط فہمی کے شکار ہوئے۔ اور مصر کو سعودی عرب کی شب برات سمجھنے لگے۔

علاوہ ازیں کچھ ایسے دوستوں کی رفاقت بھی نصیب ہوئی جو آخر عمر اور پیرانہ سالی کے علاوہ دنیاوی کاروبار میں مستغرق ہونے کی وجہ سے پانچ منٹ کے لئے یکسوئی اور خلوت کا موقعہ نہ پا سکتے۔ لیکن شباب کے کچھ ایام میں یورپ کے مسلم تنظیموں کی دعوتوں پر دیار غیر سے واقف ہوئے تھے۔ ان رفقاء کے اذہان میں ان تنظیموں کا وہی اکرام واعزاز وہی آرام اور وہی مراعات راسخ تھے۔ اس لئے حکومت مصر کی دعوت پر لبیک کہنے میں کوئی تاخیر نہیں کی۔ بلکہ وفد میں شمولیت کو اپنے تعلقات اور مراسم کے لئے بطور ایک نظیر کے پیش کرتے چنانچہ دوہی سے آگے اس سفر کے دوران ایک دوست میرے قریب آکر ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ کر فرمانے لگے۔

"مولانا مجھے یقین ہے کہ یہ دورہ ہمارا بہت کامیاب رہے گا۔ اگرچہ قبل ازیں بھی میں مصر آیا ہوں۔ لیکن اب جو وقت حکومت مصر سے ہمارے ملک کے اچھے مراسم ہیں۔ وہاں مصر میں سفیر پاکستان راجہ ظفر الحق صاحب کی موجودگی اور کچھ دیگر اسباب کی وجہ سے ہمیں کسی اچھے ہوٹل میں ضرور ٹھہرائیں گے۔ سیر و تفریح کے لئے گھومنے پھرنے کا بھی باقاعدہ انتظام ہوگا۔"

کافی وقت تک ادیبانہ رنگ میں اس دوست کی یہ تقریر میں سنتا رہا۔ میں نے بذات خود اس سفر کے متعلق اتنے بڑے خیالات نہیں سوچے تھے۔ بلکہ استاذ محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کا یہ جملہ میرے ذہن میں مستحضر رہا کہ:۔

"مصر جاکر تمہیں طالب علموں کی زندگی گذارنی ہوگی۔ تم لوگ طالب علم بن کر یہاں سے جارہے ہو۔"

الحمد للہ! استاذ محترم بیرون ملک کافی اسفار کر چکے ہیں۔ اور سفر مصر تو ان کا یادگار سفر ہے۔ اچھا تجربہ ہونے کی بنا پر ان کا یہ جملہ پورے سفر میں میرے لئے حوصلہ افزائی اور رہنمائی کا کام دیتا رہا۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ یہ سفر میرے لئے بالکل طالب علمانہ سفر رہا۔

جامعہ ازہر کے بیرونی طلباء (وافدین) کے لئے متعینہ ہوسٹل "مدینۃ البعوث الاسلامیہ" میں جب ہم پہنچے انتظامی امور کے پیش نظر متعلقہ حکام جب ہمیں مخصوص بلڈنگ (عمارہ) لے گئے تو ہم اکثر رفقاء سفر اس عمارہ کو عارضی آرام گاہ سمجھنے لگے۔ بلند ارادے اور اونچی توقعات کے ہوتے ہوئے جب ان حضرات کو یقینی طور پر یہ معلوم ہوا کہ اندر کی سہ ماہی مدت یہیں گذارنی ہوگی۔ تو ان دوستوں کی حالت غیر ہوگئی۔ لمبی تمنائیں اور آرزوئیں جب خاک میں مل گئیں تو معلوم نہیں اندرونی کیفیت کیا اور کتنی اضطراب انگیز ہوگی۔ جب کہ بظاہر حالت یہ رہی کہ عصر کی نماز کے لئے جب ہم

مدینۃ البعوث کی جامع مسجد میں گئے تو بعض احباب نماز میں قصر کا ارادہ کرنے لگے۔ ان کو یقین ہو گیا کہ تین مہینوں کے یہاں ٹھہرنا ابھی مشکل ہے۔ جب رہنا ہی نہیں تو اقامت کی نیت کیسے کریں لہٰذا قصر پڑھنی چاہیے۔

سفر کے مقاصد | قاہرہ جا کر اس سفر کے مقاصد سے ہم واقف ہوئے۔ جمہوریہ عربیہ مصر میں جامعہ ازہر کو مذہبی یونیورسٹی ہونے کی وجہ سے ایک اہم مقام حاصل ہے۔ امام وخطیب جس کا جامعہ ازہر سے تحصیل علم اور فاضل وصاحب سند ہونے کا رشتہ نہ ہو اس کے لئے مشکل ہے کہ کسی مسجد میں امامت وخطابت کا فریضہ ادا کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ جامعہ ازہر خود خطباء اور ائمہ کرام کی تربیت میں ہمیشہ کوشاں رہتا ہے۔ اسی بناء پر جامعہ نے ملکی خطباء اور ائمہ کے لئے ایک کورس کا اہتمام کیا جس میں سرکاری خطباء منبر سے شریک ہو کر مستفید ہوتے رہتے۔ وقفے وقفے سے یہ کورس چند مہینے جاری رہتا۔ خطباء اور ائمہ دور دور کے محافظات سے اس کورس میں شرکت کے لئے سفر اختیار کرتے۔ ملکی سطح پر کورس کی کامیابی، فوائد اور اچھے تاثرات کو دیکھ کر جامعہ ازہر نے کورس کا یہ سلسلہ وسیع کر دیا۔ اور اس کا دائرہ دیگر اسلامی ممالک تک بڑھا دیا۔

شعبہ "اللجنۃ العلیا للدعوۃ الاسلامیہ" نے اس کورس کی نگرانی اور جملہ امور کی ذمہ داری قبول کی۔ اس کورس کا نام انہوں نے "دورہ تدریبیہ للائمہ والوعاظ والدعاۃ" رکھا۔ بیرونی ممالک کے ائمہ اور خطباء کے لئے آنے جانے کے ہوائی ٹکٹ کے علاوہ وہاں پر قیام وطعام اور پچاس پونڈ (جنیہ) بطور جیب خرچ کی ادائیگی کے لئے جامعہ ازہر ہی ذمہ دار ٹھہرا۔

اس دورہ میں متعدد اسلامی ممالک کے ائمہ اور خطباء مصر کی حکومت کی دعوت پر شریک ہوئے۔ ان ممالک میں ایشیا سے پاکستان، ملائشیا، برونائی اور افریقہ سے لائبیریا، نائیجیریا اور سینیگال کے ائمہ وخطباء شریک ہوئے۔ عجیب سا منظر نظر آیا۔ ایک طرف پاکستانی علماء کرام وضع وقطع میں مذہب پسندی ظاہر کرتے ہوئے شلوار اور کرتہ کے علاوہ پاکستانی علماء کے مخصوص لباس میں نظر آئے۔ جب کہ ملائشیا اور برونائی کے علماء پینٹ وپتلون پہن کر صف ائمہ وخطباء میں شامل ہوتے۔ افریقہ کے علماء پینٹ وپتلون کے علاوہ خاص محافل اور مجالس میں بغیر آستینوں کے لمبے لمبے کرتے پہنے نظر آئے۔

اس کورس کا بنیادی مقصد ائمہ اور خطباء کو تربیت دینا تھا۔ منصب امامت وخطابت کا احساس دلا کر علماء کو اپنے فریضۂ منصبی کی یاددہانی کرانی تھی۔ اس کورس میں اساتذہ نے کوئی خاص علمی مسائل نہیں چھیڑے اور نہ کسی خاص مسلک کی نہج میں جانا مناسب سمجھا۔ بلکہ واعظانہ اور خطیبانہ رنگ میں متعلقہ موضوع پر بحث کرتے۔ جن موضوعات کو کورس میں بحث کے لئے متعین کرتے اساتذہ کے حوالے کیا گیا تھا وہ مندرجہ ذیل تھے:

الاستشراق واہدافہ — نشاۃ المذاہب — التبشیر واہدافہ

باقی صـ ۵۹ پر